گلدستۂ مؤمن

حمد، نعت اور منظوم دعاؤں کا حسین مجموعہ

جمع و ترتیب

حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

گلدستۂ مومن

یعنی

حمد و نعت اور منظوم دُعاؤں کا حسین مجموعہ

جمع و ترتیب

حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

مجاز بیعت حضرت مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی

تفصیلات

کتاب کا نام: گلدستۂ مومن

جمع وترتیب: حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

تعداد اشاعت: ایک ہزار

بارِ اشاعت: سوم

ناشر: حرا پبلی کیشن، پنویل، نئی بمبئی

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۳۶، محمد علی روڈ، ممبئی ،.......022-23435243

مکتبہ عکاظ ، دیوبند، یوپی ،...........09219607715

مکتبہ مدنیہ، دیوبند یوپی ،...........09927622304

مکتبہ حکیم الامت ، سہارن پور، یوپی...........09759870037

فہرست مضامین

عرضِ مرتّب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ، اَمَّا بَعۡد

حمدِ باری تعالیٰ ، بندوں پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا حق ہے خود اللہ تبارک تعالیٰ نے بندوں کو حمد کے مضامین سکھائے ہیں۔ سورۂ فاتحہ جو نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلے حمد کے جامع کلمات کہلوائے ہیں، اس کے بعد ہدایت کی دعا تلقین فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی صبح سو کر اٹھنے سے لیکر، رات بستر پر جانے تک، ہر ہر موقعہ کی مسنون دعائیں حمد ومناجات پر ہی مشتمل ہیں۔ سچ ہے کہ ہر طرح کی تمام تعریفیں اسی کو زیب دیتی ہیں اور وہی اس کا حقیقی مستحق ہے۔

اسی سے ابتداء ہر چیز کی ہے منتہا وہ ہے
ازل سے تا ابد بے ابتداء و انتہا وہ ہے

وہی اوّل ، وہی آخر ، وہی ظاہر ، وہی باطن

اسی کو حمد زیبا ہے کہ ہم سب کا خدا وہ ہے

انسان کسی سے کچھ مانگتا ہے، تو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پہلے اس کی تعریف کرتا ہے، سوال چاہے خالق سے کیا جائے یا مخلوق سے، البتہ خالق اور مخلوق سے سوال کرنے میں ایک فرق یہ ہوتا ہے کہ مخلوق سے سوال کرتے ہوئے، سامنے ہونے کی وجہ سے مانگنے والا، دینے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، مگر چوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر جگہ موجود ہونے کے باوجود، نگاہوں سے اوجھل ہیں اس لیے مخلوق جیسی توجہ نہیں ہو پاتی۔ البتہ اللہ والوں کی بات اس سے جدا ہے۔ نیز جب حمد اور دعا کے الفاظ کسی دوسری زبان میں ہوں تو مفہوم نہ سمجھ پانے کی وجہ سے بھی، قلبی کیفیت میں کمی رہ جاتی ہے۔شاید اسی بات کو سمجھتے ہوئے عارفین نے اپنی اپنی زبانوں میں منظوم کلام کیا ہے، اور منظوم کلام کا اثر بھی دل پر زیادہ ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخِ اول حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ

سے عرض کیا کہ مناجاتِ مقبول کی منظوم دعائیں پڑھنے میں بہت دل لگتا ہے، حضرت نے فرمایا کہ دعا میں دل کا لگنا ہی اصل ہے۔ چناں چہ حمد ومناجات میں دل کی جو کیفیت مطلوب ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے منظوم کلام زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

نیز حمدِ باری کے ساتھ ساتھ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ کرنا امت کا اہم فریضہ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے۔ اس لیے کہ امت پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر کوئی پوی زندگی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ہی گذار دے، پھر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اور مخلوق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا، کیوں کہ تعریف کے لیے کامل معرفت ضروری ہے، اور اللہ کے سوا کون جانتا ہے کہ اس کے محبوب کا کیا مقام ہے!

خود خدا جس کا ہو حامد، وہ محمد ﷺ ایسا
جس کی توصیف سے عاجز رہے حسان رضی اللہ عنہ جیسا

عظمتیں عقل سے بالا ہیں، تخیل کیسا

تھاہ جس کی نہ ہی ساحل، وہ سمندر ایسا

نبی علیہ السلام کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کیسے پیارے پیارے انداز میں فرمائی ہے: کبھی یوں کہا کہ اے چادر میں لپٹنے والے، کبھی فرمایا اے کملی اوڑھنے والے اور بھی طرح طرح سے پیار بھرے انداز میں مختلف طریقے سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے۔ ع

کبھی مزمل، کبھی مدثر کبھی توطٰہٰ کہا ہے رب نے

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں۔ اور ہر امتی پر فرض ہے کہ وہ اپنی جان و مال اور تمام محبوب چیزوں سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھے۔ اسی اظہارِ محبت میں صاحبِ دل لوگوں نے منظوم نعتیہ کلام کا انتخاب کیا اور انتہائی عشق و محبت میں ڈوب کر ایسے ایسے کلام فرمائے کہ مردہ دل زندہ ہو گئے۔ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے عشق

ومحبت کی وہ چنگاری جو راکھ کے ڈھیر تلے دبی ہوئی تھی، اور جس کا کوئی عنصر کہیں سے نظر نہیں آتا تھا، جب ایسے لوگوں نے بھی وہ اشعار سنے تو ان کے دل بھی ایسے متاثر ہوئے کہ پوری زندگی اپنے نبی کے ہو کر رہ گئے۔

اس لیے یہ تقاضہ ہوا کہ صاحبِ دل لوگوں کے کچھ نعتیہ کلام جمع کر دیے جائیں تا کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے مردہ دلوں میں بھی اپنے نبی علیہ السلام کے عشق کی آگ لگا دے، پھر ان نعتیہ اشعار کو پڑھ پڑھ کر عشق محبت کی آگ کو اتنی بھڑکائی جائے جس سے 'خودی' جل جائے اور صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی رہے۔

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوا معشوق، سب کچھ جل گیا

مختصر یہ کہ اس کتابچے میں حمدِ باری، نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور منظوم مناجات کا منتخب حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ان اشعار کو رات کی تنہائیوں میں، روز نہ سہی تو ہفتہ میں ایک رات، یا کم از کم مہینے میں

ایک بار گنگنائیے اور اپنی بے کیف راتوں کو پُر کیف بنائیے ۔ سفر میں، خصوصاً حج وعمرے کے سفر میں یہ کتاب 'گلدستۂ مومن' اپنے ساتھ رکھئے ، جہاز میں ، جدہ سے مکہ اور مکے سے مدینہ جاتے ہوئے ان اشعار سے لطف اٹھائیے اور ہمیں اور ہمارے احباب ومعانین کو بھی اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کیجئے ۔ والسلام

شکیل احمد

پنویل، نئی بمبئی

۲۷، رمضان المبارک، ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باری

جس کے ناموں کی نہیں کچھ انتہا

ابتدا کرتا ہوں، اس کے نام سے

وہ ثنا کہاں سے لاؤں

حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب

تری شان کے ہو لائق، وہ ثنا کہاں سے لاؤں
تجھے آئے پیار جس پر، وہ ادا کہاں سے لاؤں

نہ ہو لب پہ کوئی شکوہ، وہ رضا کہاں سے لاؤں
جو قبولِ بارگہ ہو، وہ صدا کہاں سے لاؤں

ملکوت کے عنادل، جسے سن کے جھوم اٹھیں
وہ ترانہ کس سے سیکھوں، وہ نوا کہاں سے لاؤں

تیرے آستاں سے اٹھوں، تو میں جاؤں کس کے در پر
جو ہو بے مثال تجھ سا، وہ خدا کہاں سے لاؤں

دلِ زار کی کہانی، میں سناؤں کس کو یا رب!
وہ سماں شکستگی کا، وہ صدا کہاں سے لاؤں

یہ وسیع صحنِ گلشن، ہے قفس سے بڑھ کے واصف
یہ سوادِ کوئے جاناں، وہ فضا کہاں سے لاؤں

تیری شان جل جلالہ

ترے لفظِ کُن سے جہاں بنا، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

ترے نام پر مری جاں فدا، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تو ہی ربِّ عزّ وجلال ہے، کہاں تیری کوئی مثال ہے

نہ کوئی الہٰ ترے سوا، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تری کُنہ کیا کوئی پا سکے، تری شان کیسے بتا سکے

ترا بے مثال ہے استواء، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

یہ جو سارے کون ومکان ہیں، تری عظمتوں کے نشان ہیں

تو احد صمد، تو ہی کبریاء، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

ترا فضل کیسا عظیم ہے، کہ سبھی پہ لطفِ عمیم ہے

کوئی خواہ کتنا بھی ہو بُرا، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

تو حلیم ہے تو کریم ہے، تو غفور ہے، تو رحیم ہے

ترے ہاتھ میں ہے جزا سزا، تری شان جَلَّ جَلَالُہٗ

ترا وصف مجھ سے کہاں ہوا، مرا عجز سب پہ عیاں ہوا
ہے فنا سبھی کو تجھے بقاء، تری شان جل جلالہٗ

کروں ایسی میں تری بندگی، بنے جس سے میری بھی زندگی
ملے دو جہاں میں تری رضا، تری شان جل جلالہٗ

مری روح سر بہ سجود ہو، جو سماں پہ اس کا صعود ہو
یہ وؔلی کی تجھ سے ہے التجا، تری شان جل جلالہٗ

عقل سے بھی ماورا تو ہے

حضرت مولانا نسیم احمد غازؔی مظاہری

تجھی سے ابتداء ہر چیز کی ہے منتہا تو ہے
ازل سے تا ابد بے ابتداء و انتہا تو ہے

تو ہی اوّل، تو ہی آخر، تو ہی ظاہر، تو ہی باطن
تجھی کو حمد زیبا ہے کہ ہم سب کا خدا تو ہے

بقا تجھ کو ، فنا مجھ کو ، ثنا تیری ، زباں میری
میں فانی بے بقا ہوں ، ذاتِ باقی لافنا تو ہے

تری حمد و ثنا سے عجز کا اقرار ہے سب کو
ترے اوصاف بے پایاں، ازل سے ہیں سدا تو ہے

تو واجب ہے، تری تعریف ممکن سے ہے ناممکن
تو ہی رب العلیٰ ہے عقل سے بھی ماورا تو ہے

تری توحید کے جلوے عیاں ہیں ذرہ ذرہ میں
ہوا جو منکر و مشرک بجا اس سے خفا تو ہے

مجھے حیرت ہے تیرا کس طرح انکار کرتے ہیں
جدھر دیکھو ، جہاں دیکھو ، وہیں جلوہ نما تو ہے

تری توحید کی صورت ، خدایا نور آنکھوں کا
مرے اس شیشۂ دل میں فقط جلوہ نما تو ہے

مجھے اوروں سے کیا مطلب، تجھی سے واسطہ مجھ کو
نسیمؔ زار کے غم کی دوا اور مدعا تو ہے

ترے دیکھنے کی جو آس ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

ترے دیکھنے کی جو آس ہے، یہی زندگی کی اَساس ہے
میں ہزار تجھ سے بعید ہوں، یہ عجب کہ تو مرے پاس ہے

تری ذات پاک ہے لازوال، تری سب صفات ہیں بے مثال
تو برونِ وہم و خیال ہے، تو ورائے عقل و قیاس ہے

کسی انجمن میں قرارِ دل، نہ کسی چمن میں بہارِ دل
کہوں کس سے حالتِ زارِ دل، کہ وہ ہر جگہ میں اُداس ہے

ترا کچھ پتہ بھی جو پا گیا، وہ تمام جہان پہ چھا گیا
اُسے اَب کسی سے اُمید ہے، نہ کسی سے خوف و ہراس ہے

توحید کا دیوانہ

مولانا امام علی دانش، لکھیم پور

عالم ترا دیوانہ، اے جلوۂ جانانہ
موسیٰؑ بھی ہوئے بے خود، پی کر ترا پیمانہ
آنکھوں میں نہیں طاقت، جو دیکھ سکیں تجھ کو
ورنہ ترے جلوؤں سے، آباد ہے کاشانہ

کھاتے ہیں ترا یا رب، پیتے ہیں ترا یا رب
پانی بھی دیا تو نے، تو نے ہی دیا دانہ
ذروں کی چمک تجھ سے، پھولوں کی مہک تجھ سے
تو حاضر و ناظر ہے، گلشن ہو کہ ویرانہ

تو مالکِ جنت ہے، تو مالکِ دوزخ ہے
وہ فیض کریمانہ، یہ عدل حکیمانہ

ہر قسم عبادت کی لازم ہے فقط تیری
سجدہ ہو کہ قربانی، منت ہو کہ نذرانہ

بندے ہیں سبھی تیرے، تو مالک و خالق ہے
کرتا ہے دعا تجھ سے، ہر شخص فقیرانہ

تو نے ہی محمدؐ کو، بخشی ہے مسیحائی
تیری ہی نوازش ہے، طیبہ کا شفا خانہ

دانش کو بچا یارب! دردر کی غلامی سے
یہ بندۂ عاجز ہے توحید کا دیوانہ

میں تو اس قابل نہ تھا

حضرت شاہ نفیس الحسینی

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
گِرد کعبہ کے پھرایا ، میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو، سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا

ڈال دی ٹھنڈک مرے ، سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بھا گیا میری زباں کو ذِکر اِلاّ اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

خاص اپنے در کا رکھا، تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں دَر دَر پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری، یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ، تو نے دستگیری آپ کی
تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا، میں تو اس قابل نہ تھا

عہد جو روزِ ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبدِ خضرا کا سایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہ قدس میں
میں نے جو پایا سو پایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بارگاہ سیدِ کونین میں آ کر نفیسؔ
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

....

نام ہے ان کا قریہ قریہ، ذکر ہے ان کا عالم عالم
یاد میں ان کی چشم ہے پُرنم، صلی اللہ علیہ وسلم

میرے خدا کرم کرم

عاصی کرنالی

نقش تیرا عیاں عیاں ، نام تیرا رواں رواں
مدح تیری سخن سخن، وصف تیرا بیاں بیاں

جلوہ تیرا نظر نظر، یاد تیری نفس نفس
بات تیری دہن دہن، ذکر تیرا زباں زباں

تیری دمک کرن کرن، تیری ضیا چمن چمن
تیری مہک سمن سمن، تیرا کرم جہاں جہاں

کام میرا خطا خطا، شان تیری عطا عطا
میرے خدا کرم کرم، میرے کریم اماں اماں

ترا نام جس دم بھی میں نے لیا ہے

محمد ذکی کیفیؒ

ترا نام جس دم بھی میں نے لیا ہے
دلِ مضطرب کو سکوں مل گیا ہے

ندامت کے باعث جو آنسو بہا ہے
مرے داغِ عصیاں کو دھوتا گیا ہے

تری ذات، اعلیٰ و ارفع ہے سب سے
ترے در سے ہی مجھ کو سب کچھ ملا ہے

حوادث کی زد میں ہے دل کا سفینہ
کنارے لگا دے یہی التجا ہے

زمین آسماں تو نے پیدا کئے ہیں
تو خالق ہے سب کا تو سب کا خدا ہے

کہیں آرزو کا دیا بجھ نہ جائے

زمانہ ہے برہم مخالف ہوا ہے

روؤں جب، زباں سے ترا نام نکلے

یہی ایک حسرت یہی مدعا ہے

نہیں کوئی تیرے سوا میرے مولا

ذکی پُر خطا کو ترا آسرا ہے

میں نے تمہیں دیکھا ہے

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

قرآں کے سپاروں میں، احساں کے اشاروں میں

ایماں کے سنواروں میں، معصوم پیاروں میں

میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

صدیق کی شفقت میں، فاروق کی سطوت میں
عثمان کی عفت میں، کرار کی ہیبت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

احمد کی روایت میں، مالک کی درایت میں
سفیاں کی ثقاہت میں، نعماں کی فقاہت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

ماثور دعاؤں میں، منثور ثناؤں میں
مامون ہواؤں میں، مسحور فضاؤں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

خورشید کے تاروں میں، راتوں کے ستاروں میں
آنکھوں کے خماروں میں، یاروں کے نظاروں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

برکھا کے پھواروں میں، ساون کی بہاروں میں
پودوں کی قطاروں میں، کوئل کی پکاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

ہر قطرۂ باراں میں، ہر ذرۂ تاباں میں
ہر برگ گلستاں میں، ہر روئے درخشاں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے، میں نے تمہیں دیکھا ہے

....

نبی کے عشق میں جو مر مٹا وہ ہو گیا زندہ
فنا ہو کر حیاتِ جاودانی دیکھتے جاؤ

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکھے جا رہے ہیں سُخن ور تو نعتیں
مگر حق ادا ہو سکا ہے نہ ہو گا
قلم توڑ کر سب قلمکار رکھ دیں
مگر یہ رقم ہو سکا ہے نہ ہو گا

(ولی)

وَاَحۡسَنَ مِنۡکَ

وَأَحۡسَنَ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِيۡ
وَاَجۡمَلَ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّءً ا مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

(حضرت حسان رضی اللہ عنہ)

نہیں دیکھا مری آنکھوں نے تجھ جیسا حسیں کوئی
نہیں ماں جن سکی دنیا میں تجھ سا مہ جبیں کوئی
مبرا سارے عیبوں سے کیا ہے رب نے یوں پیدا
بنایا تجھ کو ویسا ہی کہ چاہا تو نے خود جیسا

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسُدُ فِيْٓ اٰجَامِهَا تَجِمِ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

شیخ سعدیؒ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال سے عزوشرف اپنی انتہا کو پہنچ گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی برکت سے تاریکی کافور ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب عادات بہت خوب ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر سب لوگ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

نعت لکھنے کا یہ سامان

مولانا قدرت اللہ قدرتؔ

نعت لکھنے کا یہ سامان بنالوں تو لکھوں
مشک و عنبر سے دہن اپنا بسالوں تو لکھوں

چشمِ حورانِ بہشتی کا میں کاجل پالوں
شاخِ سدرہ سے قلم پہلے بنالوں تو لکھوں

یا قلم کی جگہ مل جائے مجھے نوکِ ہلال
صفحۂ شمس ہے خالی، اسے پالوں تو لکھوں

صبغۃُ اللہ سے رنگین تو کرلوں کاغذ
حاشیہ، کاہکشاں سے میں منگالوں تو لکھوں

پہلے جبرئیلؑ سے آدابِ کتابت سیکھوں
عظمتیں اسمِ مبارک کی لکھالوں تو لکھوں

عمر بھر پہلے پڑھوں دل سے درود اور سلام
پھر سراپا کو میں آنکھوں میں بسا لوں تو لکھوں

ماسوا کا خس و خاشاک، بھرا ہے دل میں
آتشِ عشق سے میں اس کو جلا لوں تو لکھوں

نعت لکھنے کی یہ حسرت تو ہے قدرت لیکن
یہ لوازم نہیں ملتے انہیں پا لوں تو لکھوں

نعت کی شروعات کیسے کروں؟

مولانا مفتی اسرار احمد دانش قاسمی، مرادآباد

توبہ کر کے میں گنہ اپنے مٹا لوں پہلے
عشق کی آگ ذرا دل میں بڑھا لوں پہلے

جلوۂ نورِ نبیؐ دل میں سما لوں پہلے
خاکِ طیبہ کو میں آنکھوں میں لگا لوں پہلے

نذَر پھر اُن کی درودوں کی میں سوغات کروں
بعدہٗ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

مشک و عنبر سے میں سو بار زباں گر دھولوں
ہیرے الفاظ کے لاؤں ، انہیں پرکھوں تولوں
با ادب نعت میں، پھر اپنے لبوں کو کھولوں
پھر بھی گستاخی سراسر ہے اگر کچھ بولوں
منہ ہے چھوٹا مرا، کیسے میں بڑی بات کروں
کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں ؟

خود خدا جس کا ہو حامد، وہ محمدؐ ایسا
جس کی توصیف سے عاجز رہے حسانؓ جیسا
عظمتیں عقل سے بالا ہیں تخیل کیسا
تھاہ جس کی نہ ہی ساحل، وہ سمندر ایسا
محوِ حیرت ہوں میں کیا نقلِ حکایات کروں
کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں ؟

وجہِ تخلیق جہاں فخرِ رسولاں ہیں وہ
کاشفِ سرّ نہاں جانِ گلستاں ہیں وہ
دلِ بررب جہاں محسنِ انساں ہیں وہ
حاصلِ کون مکاں درد کا درماں ہیں وہ
کیسے ممکن ہے بیاں ان کے کمالات کروں
کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں؟

آپ سردار ہیں میں ننگِ سگانِ طیبہ
آپؐ محمود ہیں مَیں ننگِ غبار بطحاء
آپؐ داتا ہیں سخی، میں ہوں بھکاری منگتا
باعثِ فخر ہو کہلاؤں تمہارا کتّا
ایسی قسمت پہ بجا فخر و مباہات کروں
کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں؟

وہ ہیں اُمی بھی مگر علم ہے ان پر قرباں
اہلِ فن ، اہلِ سخن ، آ گے ہیں جن کے حیراں
عقل و دل ، فہم و ذکاء نور سے ان کے تاباں
دین منسوخ ہیں سب ، لائے وہ ایسا قرآں
ایسے اُمی پہ فدا سارے خطابات کروں
کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں؟

نعتِ سرکارِ دو عالم کہاں عاجز لاچار
جہل و ظلمات سراپا، کہاں عالی دربار
ہاں اگر دل کو ملے آپؐ کی رحمت کی پھوار
کیا عجب ہے جو، شفایاب ہو دانش بیمار
دُور پہلے میں گناہوں کی یہ ظلمات کروں
بعدہٗ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

محترم بعد از خدا تم ہو

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ مظاہر علوم

مجھے کیا علم، کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں، محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو، کسی کا مدعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے، نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا جانے تو جانے، کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاءؑ تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ لولا لما تم ہو
جہاں کی ابتداء تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

یہ ربطِ باہمی امت کو وجہِ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

نہیں شرمندۂ اظہارِ اوصافِ گرامی قدر
بتاؤں کیا کہ کیا تم ہو، سناؤں کیا کہ کیا تم ہو

فصاحت کو تحیر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا جنابِ مصطفی تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ ہے کہیں اس سے سوا تم ہو

گنہ گارانِ امت کا سہارا ذات والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافع روز جزا تم ہو

تمہارے واسطے اسعد کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلامِ بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم ہو

.....

صلی اللہ علیہ وسلم

حسن سراپا عشق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
روئے منور، گیسوئے پُرخم صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ قراں، فخرِ رسولاں، خسرودین ورحمت یزداں
بادۂ عرفاں ساقیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

انس کا مرکز، خیر کا مامن، شوق کا مرجع درد کا مسکن
حسن کا منبع، عشق کا سنگم صلی اللہ علیہ وسلم

زخمۂ وحدت، نغمہ کثرت، سازِ محبت، رازِ خلقت
عنوانِ افسانۂ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

فرش سے ہے تا عرش اجالا، ذرہ ذرہ نور کا ہالہ
شمع دو عالم، مہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اے کہ طبیب عالمِ امکاں، چارہ گرِ بیماری انساں
تونے رکھا زخموں پہ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

سازِ ازل سے سوزِ ابد تک، ایک ترنم ایک تلاطم
بربطِ جاری ، نغمۂ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

سر میں سجودِ شوق کا طوفاں، آنکھوں میں سوا بر باراں
کوئے مدینہ اور یہ موسم صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اس پر کہ جس نے

علامہ ماہر القادریؒ

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دُعائیں دیں

سلام اس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی
سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دُکھ اُٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اس پر جو اُمت کے لئے راتوں میں روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی

سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اس پر فضاء جس نے زمانہ کی بدل ڈالی
سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پر کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

رسولِ مجتبیٰ کہیے

ماہر القادری

رسولِ مجتبیٰ کہیے، محمد مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار، ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے

جب ان کا ذکر ہو، دُنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے، مرحبا صلِ علی کہیے

مرے سرکار کے نقش قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے

محمد کی نبوت دائرہ ہے نورِ وحدت کا
اسی کو ابتداء کہیے، اسی کو انتہا کہیے

غبارِ راہ طیبہ، سرمۂ چشم بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے، تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ چشمۂ آبِ بقا کہیے

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جسے رفعتیں بھی نہ پا سکیں

مولانا ابوالوفا صاحب عارفؔ شاہ جہاں پوریؒ

جسے رفعتیں بھی نہ پا سکیں، وہ نبی کی رفعتِ تام ہے
جو زوال سے نہیں آشنا، وہ انہیں کا بدرِ تمام ہے

جو ہے رمز رازِ حیات کا، جو ہے نغمہ سازِ حیات کا
وہ نبی حق پہ درود ہے، وہ حبیب حق پہ سلام ہے

ہے قیام حکم وہ دیں اگر، ہے قعود ان کی جو ہو رضا
بجز ان کی مرضئ پاک کے، نہ قعود ہے نہ قیام ہے

بخدا ہے مرضئ مصطفیٰ، جسے حق کہے، ہے مری رضا
جسے وحی حق کہے خود خدا، وہ انہیں کا پاک کلام ہے

وہ حبیب خالقِ دو جہاں، وہی کنہ محفل کن فکاں
وہ نبی حق وہ رسول ہے، وہی انبیاء کا امام ہے

جو نگاہِ لطف و کرم اُٹھے، تو خزاں بھی موسم گل بنے

جو نظر پھرے تو یہ فصل گل بھی خزاں کا ایک پیام ہے

بخدا خدا تو نہیں ہیں وہ مگر اتنے حق سے قریں ہیں وہ

جہاں وہم بھی نہ پہنچ سکے، وہ بلند ان کا مقام ہے

کہیں حشر میں شہِ انبیاء کہ کدھر ہے عارفِ روسیہ

اُسے لاؤ دامنِ عفو میں، وہ ازل سے میرا غلام ہے

ترا تذکرہ ہے فلک فلک

تو رسولِ حق، تو قبولِ حق، ترا تذکرہ ہے فلک فلک

تو ہے مصطفیٰ، تو ہے مجتبیٰ، ترا نعت خواں ہے ملک ملک

نہ زمیں ہی میری قرار گہ، نہ فلک ہی منزل جذبِ دل

بڑی دیر سے ہے سفر مرا، تری یاد سے تری یاد تک

یہ طبق ترا، وہ طبق ترا، یہ افق ادھر، وہ افق ادھر

تری جلوہ گاہیں ہزار ہیں، کبھی یاں چمک، کبھی واں جھلک

ترے سب زماں، ترا کل مکاں، ترے مہر ومہ، تری کہکشاں
تو ادھر سے اُٹھ، تو ادھر سے آ، تو یہاں چمک، تو وہاں دمک

ابھی غار میں، ابھی بدر میں، ابھی فرش پر، ابھی عرش پر
کبھی وہ ادا، کبھی یہ ادا، کبھی وہ جھلک، کبھی یہ جھلک

ہے شبِ فراق محیطِ دل، بڑی بے کلی ہے، بڑی تپش
سرِ شام سے دمِ صبح تک، نہ لگی پلک سے ذرا پلک

مری پیاس ہے کئی قسم کی، مری پیاس ہے نئی قسم کی
کبھی بن کے ایک گھٹا برس، کبھی چاندنی کی طرح چھٹک

وہ جو تو نے خم سے مرے لئے کوئی چاندنی سی انڈیل دی
ہے کئی صدی کا یہ واقعہ، مرے جام میں ہے ابھی چمک

ادب، انکسار، غنا، حیا، غمِ حشر، صدق، صفا، دُعا
جو یہ سات رنگ ہوئے بہم، تری شخصیت کی بنی دھنک

ترے غم کی جس کو ملی کسک، نہ رہا اسے کوئی اور غم
اسے اور کچھ نہیں چاہیئے ترے غم کی جس کو ملی کسک

جو نگاہِ لطف و کرم اُٹھے، تو خزاں بھی موسم گل بنے

جو نظر پھرے تو یہ فصل گل بھی خزاں کا ایک پیام ہے

بخدا خدا تو نہیں ہیں وہ مگر اتنے حق سے قریں ہیں وہ

جہاں وہم بھی نہ پہنچ سکے، وہ بلند ان کا مقام ہے

کہیں حشر میں شہِ انبیاء کہ کدھر ہے عارفؔ روسیہ

اُسے لاؤ دامنِ عفو میں، وہ ازل سے میرا غلام ہے

ترا تذکرہ ہے فلک فلک

تو رسولِ حق، تو قبولِ حق، ترا تذکرہ ہے فلک فلک

تو ہے مصطفیٰ، تو ہے مجتبیٰ، ترا نعت خواں ہے ملک ملک

نہ زمیں ہی میری قرار گہ، نہ فلک ہی منزل جذبِ دل

بڑی دیر سے ہے سفر مرا، تری یاد سے تری یاد تک

یہ طبق ترا، وہ طبق ترا، یہ افق ادھر، وہ افق ادھر

تری جلوہ گاہیں ہزار ہیں، کبھی یاں چمک، کبھی واں جھلک

ترے سب زماں، ترا کل مکاں، ترے مہر ومہ، تری کہکشاں

تو ادھر سے اُٹھ، تو ادھر سے آ، تو یہاں چمک، تو وہاں دمک

ابھی غار میں، ابھی بدر میں، ابھی فرش پر، ابھی عرش پر

کبھی وہ ادا، کبھی یہ ادا، کبھی وہ جھلک، کبھی یہ جھلک

ہے شبِ فراق محیطِ دل، بڑی بے کلی ہے، بڑی تپش

سرِ شام سے دمِ صبح تک، نہ لگی پلک سے ذرا پلک

مری پیاس ہے کئی قسم کی، مری پیاس ہے نئی قسم کی

کبھی بن کے ایک گھٹا برس، کبھی چاندنی کی طرح چھٹک

وہ جو تو نے خم سے مرے لئے کوئی چاندنی سی انڈیل دی

ہے کئی صدی کا یہ واقعہ، مرے جام میں ہے ابھی چمک

ادب، انکسار، غنا، حیا، غمِ حشر، صدق، صفا، دُعا

جو یہ سات رنگ ہوئے بہم، تری شخصیت کی بنی دھنک

ترے غم کی جس کو ملی کسک، نہ رہا اسے کوئی اور غم

اسے اور کچھ نہیں چاہئے ترے غم کی جس کو ملی کسک

وہ مقام کس کو عطا ہوا

مولانا ولی اللہ ولی

رہیں ان پہ حق کی عنایتیں، وہ جہاں رہے، وہ جدھر گئے
ہوئیں رحمتیں ہوئیں برکتیں، وہ جہاں جہاں سے گذر گئے

ہوئے جبرئیل جو راہبر ، تو سوار ہو کے براق پر
وہ قدم قدم رہے ہم سفر، گئے ساتھ ان کے جدھر گئے

گئے مسجدِ اقصیٰ وہ جس گھڑی، صفِ انبیاء تھی وہاں کھڑی
سبھی انبیاء ہوئے مقتدی ، وہ امام بن کے گذر گئے

سرِ سدرہ پہنچا جو کارواں ، رُکے جبرئیل امیں وہاں
بڑھے آگے خود شہِ انس و جاں، وہ گئے اکیلے مگر گئے

وہ جو پہنچے اپنے عروج پر، تو عجب سماں تھا اِدھر اُدھر
وہاں سب سے اپنی ہٹا نظر، درِ حق پہ سجدہ میں گر گئے

وہ وصال "ثُمَّ دَنیٰ" ہوا، جو خیال سے بھی ورا ہوا
وہ مقام کس کو عطا ہوا کہ جہاں وہ خیر بشر گئے

ہوئے جب وہ حق سے قریب تر، تو وحی پھر اتری حبیبؐ پر
ہے نماز تحفہ عجیب تر، جو خدا سے لے کے وہ گھر گئے

رہے پاس ان کے جو لمحہ بھر، وہ گئے سدھر گئے نکھر
وہ بنے صحابہ و راہبر، ہمیں راہ حق پہ جو کر گئے

وہ تھے طالبانِ رضائے حق، ہوئے عاشقانِ نبی حق
وہ تھے پاسبانِ صراطِ حق، وہ نمونہ بن کے گذر گئے

رہی کتنے شاہوں کو آرزو، رہی کتنی آنکھوں کو جستجو
درِ شاہِ طیبہؐ ہو روبہ رو، لیے آس یوں ہی گذر گئے

مرے عیب پر نہ کرو نظر، میں گناہ گار ہوں سر بسر
مگر ایسے شہہ کا لیا ہے در، یہاں جو تھے بگڑے سنور گئے

ہے اسی میں زیست کی آبرو، ہے ولی یہی مری آرزو
مرا ان کی صف میں شمار ہو، جو نبیؐ کے عشق میں مر گئے

نبی اکرم شفیعِ اعظم ﷺ

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ

نبیؐ اکرمؐ، شفیعِ اعظمؐ دُکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دُنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا، نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن، اُٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوفِ رہزن، زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دُنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں ، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؐ مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سُناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں اُن سے سلام لے لو

پڑھتا ہوا محشر میں

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

پڑھتا ہوا محشر میں، جب صلِّ علیٰ آیا
رحمت کی گھٹا اُٹھی، اور ابرِ کرم چھایا
جب وقت پڑا نازک، اپنے ہوئے بیگانے
ہاں ! کام اگر آیا، تو نام تِرا آیا!
پرسش تھی گناہوں کی، اور یاس کا تھا عالم
بے کس کی خبر لینے، محبوبِ خدا آیا

یا نام مبارک تھا، یا حق کی تجلّی تھی
دم بھر میں ہوا فاسق ، ابدال کا ہم پایا

چرچے ہیں فرشتوں میں، اور رشک ہے زاہد کو
اس شان سے جنت میں، شیدائے نبیؐ آیا

کیوں نزع کی دشواری، آسان نہ ہوجاتی
تھا نام تِرا لب پر، اور سر پہ تِرا سایا

اک عمر کی گمراہی، ایک عمر کی سرتابی
جز تیری غلامی کے، آخر نہ مفر پایا

حکمت کا سبق چھوڑا، عزت کی طلب چھوڑی
دُنیا سے نظر پھیری، سب کھو کے تجھے پایا

سمجھے تھے سیہ کاری، اپنی ہی فزوں حد سے
دیکھا تو کرم تیرا اس سے بھی سوا پایا

فاسق کی ہے یہ میّت پر ہے تو تری امت
ہاں ڈال تو دے دامن کا، اپنے ذرا سایا

لطفِ زندگی

حامد لکھنوی

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمد ہے، یہاں ملتا ہے بے مانگے
ارے ناداں، یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

سجالے دل کی دُنیا داغ ہائے عشقِ احمد سے
یہ ایسے پھول ہیں جو کھل کے مرجھایا نہیں کرتے

جگہ پائی ہے قسمت سے جنھوں نے کوئے طیبہ میں
وہ ذرّے، چاند تاروں سے بھی شرمایا نہیں کرتے

یہ ہے دربار آقا کا، یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی، جایا نہیں کرتے

ارے اونا سمجھ! قربان ہوجا، ان کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حبیبِ کبریا کی شانِ رحمت تو ذرا دیکھو
ستم سہتے تو ہیں، لیکن ستم ڈھایا نہیں کرتے

مزہ ملتا ہے جن کو سرورِ کونین کے غم میں
وہ اپنی داستانِ غم کو دہرایا نہیں کرتے

جو ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامدؔ
کسی کے سامنے، وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

.....

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نظر ڈھونڈتی ہے

اِدھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے
مدینہ کو میری نظر ڈھونڈتی ہے

جہاں ڈھونڈتی ہے، جدھر ڈھونڈتی ہے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو میری نظر ڈھونڈتی ہے

نظر جس صحیفے پہ پڑتی ہے میری
مدینہ کی اس میں خبر ڈھونڈتی ہے

میری چشم پرشوق کو کیا ہوا ہے
مدینہ کی شام و سحر ڈھونڈتی ہے

رسولِ خدا آمنہ کا دُلارا
سرِ حشر وہ عاصیوں کا سہارا

خدا نے قرآن ان پہ اپنا اتارا
رسول اور بنی کہہ کے جن کو پکارا

انہیں کو تو میری نظر ڈھونڈتی ہے

سرِ حشر آئیں گے سارے پیمبر

وہاں نفسی نفسی رہے گا زباں پر

بشر اپنا تھامے ہوئے قلب مضطر

کہیں گے محمدؐ کا دامن پکڑ کر

تمہیں کو تو میری نظر ڈھونڈتی ہے

تو ہے سب سے جدا

مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی

اے رسولِ خدا سرور انبیاء

تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تجھ سا ڈھونڈے ملے نہ کہیں دوسرا

تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تیری صورت خدائی کی تکمیل ہے
تیری سنت بھلائی کی تعمیل ہے
ساری دُنیا کہے تجھ کو نور خدا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تیرے الطاف ہیں برزمان و زمیں
تیرا ہر فیصلہ ہے قرآن مبیں
تیری ہر بات میں ہے خدا کی رضا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تیرے اصحاب سب سے ہیں اعلیٰ ہوئے
تیری صحبت ملی جس سے بالا ہوئے
یہ ترا سلسلہ سب ہے نور ہدیٰ
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تیرا ذکر حسیں جس جگہ بھی چلے
دل کو لذت ملے جاں کو فرحت ملے
دل ترے عشق میں میرا ڈوبا ہوا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

تیرے اقوال میں تیرے کردار میں
تیرے افعال میں تیرے افکار میں
سارے عالم کی ہے بس انہیں میں بقا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

خالقِ خلق منظر پہ لایا تجھے
خاتم الانبیاء پھر بنایا تجھے
سارے نبیوں نے کی اک تری اقتدا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

ایسی عظمت خدا نے بنائی تری
سارے عالم پہ رحمت ہے چھائی تری
عرش رَبِّ عُلیٰ ہے تری انتہا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

آج در پہ ترے یہ حبیبِ حزیں
التجا کر رہا ہے بصدق و یقیں
ہو شفاعت مری بس بروزِ جزا
تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

......

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مجھ کو بھی ساتھ لے چلو

حضرت ذکی کیفی مرحوم

مجھ کو بھی ساتھ جانبِ گلزار لے چلو
اے رہروانِ کوچۂ دلدار لے چلو

ہیں جس دیارِ پاک پہ ہر آن رحمتیں
پیہم جہاں ہے بارشِ انوار لے چلو

ذرے جہاں کے مہر ماہ و نجوم ہیں
پھولوں سے بھی حسیں ہیں جہاں خار لے چلو

آئے گا جوش ،شانِ کریمی کو دیکھ کر
نیکو ! تم اپنے ساتھ گنہگار لے چلو

تم ہو بلند بخت ، نہ صرفِ نظر کرو
ہوجائے میرا بخت بھی بیدار لے چلو

بے شک متاعِ عشق و جنوں ہے تمہارے پاس
رکھتا ہوں میں بھی دیدۂ خونبار لے چلو

روشن ضمیر قافلے والو ! کرم کرو
ساتھ ایک تیرہ قلب و سیہ کار لے چلو

میں ہوں غریقِ بحر معاصی ، مگر سنو!
مجھ سے نہ اس طرح ہو بیزار لے چلو

مجھ ناتواں و خستہ و بیمار پر کرم
اللہ ہو تمہارا مددگار ، لے چلو

کانٹے جو راہ کے ہیں، ہٹاتا چلوں گا میں
آئی جو کوئی وادیٔ پر خار لے چلو

میں تشنہ کامِ عشق ہوں یارو مدد کرو
تم ہو شرابِ عشق سے سرشار لے چلو

بھاری تھی شب مریض پہ لیکن وہ کٹ گئی
اب ہو رہے ہیں صبح کے آثار لے چلو

زخم کھائے ہوئے

ڈاکٹر محمد کلیم عاجز، پٹنہ

زخم کھائے ہوئے سرتا بہ قدم آئے ہیں
ہانپتے کانپتے یا شاہِ امم آئے ہیں

سرنگوں آئے ہیں بادیدۂ نم آئے ہیں
آبرو باختہ، دل سوختہ ہم آئے ہیں

کھو کے بازار میں سب اپنا بھرم آئے ہیں
شرم کہتے ہوئے آتی ہے کہ ہم آئے ہیں

آپ کے سامنے جس حال میں ہم آئے ہیں
ایسے مجرم کسی دربار میں کم آئے ہیں

مختصر یہ ہے کہ اس سینۂ سوزاں میں لیے
وقت کا سب سے دہکتا ہوا غم آئے ہیں

یہ غم ایسا ہے کہ پھر غم نہ کوئی یاد رہا
یوں تو ہر دور میں رنج آئے ہیں غم آئے ہیں

آپ کے سایۂ دامن سے جو ہم دور ہوئے
ٹوٹ کر چار طرف اہلِ ستم آئے ہیں

اور یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ اسی قابل ہو
بہت آئے ہیں مصائب ابھی کم آئے ہیں

اک نگاہِ غلط انداز کے سائل بن کر
مجرمانِ امم، یا شاہِ امم آئے ہیں

اب تو اس در سے نہ سر اٹھے گا، ان شاء اللہ
جان دیدیں گے یہی سوچ کے ہم آئے ہیں

....

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مکہ یاد آتا ہے

حضرت مولانا بدر عالم صاحب مدنیؒ

مجھے فرقت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے

وہ زمزم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے

جہاں جا کر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا

وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے

کبھی وہ دوڑ کر چلنا کبھی رک کے رہ جانا

وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے

کبھی وحشت میں آ کر پھر صفا پر جا کے چڑھ جانا

وہ مسعیٰ یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے

کبھی چکر لگانا حاجیوں کی صف میں لڑ بھڑ کر

وہ دھکے یاد آتے ہیں وہ جھگڑا یاد آتا ہے

کبھی پھر ان سے ہٹ کر دیکھنا کعبہ کو حسرت سے
وہ حسرت یاد آتی ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے

کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدانِ عرفہ کو
وہ مجمع یاد آتا ہے وہ صحرا یاد آتا ہے

وہ پتھر مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر
وہ غوغا یاد آتا ہے وہ سودا یاد آتا ہے

منیٰ میں لوٹ کر کے پھر وہ دنبہ کو ذبح کرنا
وہ سنت یاد آتی ہے وہ فدیہ یاد آتا ہے

وہ رخصت ہو کے میرا دیکھنا کعبہ کو مڑ مڑ کر
وہ منظر یاد آتا ہے وہ جلوہ یاد آتا ہے

مرا مکہ بھی طیبہ ہے نہیں معلوم کچھ مجھ کو
کہ مکہ یاد آتا ہے کہ طیبہ یاد آتا ہے

نگاہِ شوق جب اُٹھتی ہے رب البیت کی جانب
نہ کعبہ یاد آتا ہے نہ مکہ یاد آتا ہے

کسی مجلس میں جب

حضرت قاری صدّیق احمد باندویؒ

کسی مجلس میں جب نعت شہِ عالم سناتے ہیں
فضائیں رشک کرتی ہیں فرشتے جھوم جاتے ہیں

شبِ معراج میں ختمِ رُسُل کا مرتبہ دیکھو
جہاں کوئی نہیں پہنچا وہاں تک آپؐ جاتے ہیں

کوئی اعجاز تو دیکھے میرے قرآن ناطقؐ کا
لقب امّیؐ ہے لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں

اترتے ہیں فرشتے آسماں سے پاسبانی کو
چرانے بکریاں صحرا میں جب سرکارؐ جاتے ہیں

پلٹ آتا ہے سورج ڈوب کر حکمِ رسالتؐ سے
اشارے سے اسے جب سرورِ عالمؐ بلاتے ہیں

یہ ہے شانِ نبوت چاند ہو جاتا ہے دو ٹکڑے
شہ کون و مکاں جب ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہیں

اُبل پڑتا ہے چشمہ بن کے برتن میں جو تھا پانی
شہ دیں انگلیاں جب ہاتھ کی اس میں لگاتے ہیں

لگاتے ہم اسے سرمہ سمجھ کر آنکھ میں اپنی
مدینے پاک کی جس وقت بھی ہم خاک پاتے ہیں

مدینہ کی جدائی اب بہت ہی شاق ہے ثاقبؔ
نہ جانے کب تلک مولیٰ مجھے طیبہ بلاتے ہیں

تجھ سا کوئی نہیں

شاہ سید نفیس الحسینی

اے رسولِ امیںؐ، خاتم المرسلیںؐ! تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب اے تو والا حسب
دُودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سیّد الاولین، سیّد الآخرین ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خُلد کی یاسمیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہگزر میں تری، "قاب قوسین" گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضوترے سرمدی تاج کی، زلف تاباں حسیں رات معراج کی
"لیلۃُ القدر" تیری مَنوّر جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری مدح وثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروںؓ کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس، انفس دو جہاں، سرور دلبراں، دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

....

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب اے تو والا حسب
دُود مانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سیّد الاولین، سیّد الآخرین ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خُلد کی یاسمیں ! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہگزر میں تری، "قاب قوسین" گرد سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی ، زلف تاباں حسیں رات معراج کی
"لیلۃُ القدر" تیری مَنّور جبیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفٰی ، مجتبیٰ ، تیری مدح و ثنا ، میرے بس میں نہیں ، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں ، لب کو یارا نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں ، کوئی ہے ! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں رضؓ کی شان جلی ہے بھلی ، ہیں یہ صدیق رضؓ ، فاروق رضؓ ، عثمان رضؓ ، علی رضؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں ! تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس ، انفس دو جہاں ، سرور دلبراں ، دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جان حزیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

....

وہ نبیوں میں رحمت

علامہ الطاف حسین حالیؒ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیروزبر کرنے والا
قبائل کا شیروشکر کرنے والا

وہ نبیوں میں رحمت

علامہ الطاف حسین حالیؒ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ

یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگذر کرنے والا

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا

قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے جہل چھایا

پلٹ دی بس آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا

ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا

وہ تمنا تمہی تو ہو

ظفر علیؒ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو

ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست ہے ہے
اس تارِ اولیں کا اجالا تمہیں تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو

دنیا میں رحمتِ دوجہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہیں تو ہو

تنہائی کے سب دن ہیں

مولانا محمد علی جوہرؒ

تنہائی کے سب دِن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اَب ہونے لگیں اُن سے، خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دِل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں

ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حاصل، سجدوں میں ہے کیفیت

اک فاسق و فاجر میں، اور ایسی کراماتیں؟

بے مایہ سہی لیکن، شاید وہ بلا بھیجیں

بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

نبی کا گاؤں ملے تو...

کہاں جنوں کا ٹھکانہ، کہاں پہ شام کروں

نبی کا گاؤں ملے تو وہیں قیام کروں

وہاں پہ قید کرو، جہاں مدینہ ہے

قفس میں بیٹھ کر، دیدار صبح و شام کروں

یہ آرزو ہے کہ تدفین ہو مدینے میں
سفرِ حیات کا مولیٰ میں جب تمام کروں

یہی دل کی تمنا کہ مالکِ کونین
وہ کاش خواب میں آئیں تو میں سلام کرو

ولی دعا ہے خدا سے، خدا کی حمد کے بعد
میں ان کا ذکر کروں، اور صبح وشام کروں

اشکوں کی روانی

درِ روضہ پہ اشکوں کی روانی لیے آیا ہوں
میں جذب وشوق کی لمبی کہانی لیکے آیا ہوں

مری خاموشیاں ہیں سینکڑوں دفتر تکلم کے
زباں رکھتا ہوں، لیکن بے زبانی لیکے آیا ہوں

نہیں ہے پاس اپنے ناز کے قابل عمل کوئی

یہ کیا کم ہے، امیدِ مہربانی لیکے آیا ہوں

یہاں قرطاسِ عصیاں کی سیاہی صاف ہوتی ہے

یہی اک چیز وجہِ شادمانی لیکے آیا ہوں

نہ کوئی مرتبہ میرا، نہ کوئی وصف ہے مجھ میں

مگر لب پہ صدائے نعت خوانی لیکے آیا ہوں

پریشانی، پشیمانی، معاصی اور نادانی

شفاعت کے لیے کیا کیا نشانی لیکے آیا ہوں

زبیر اک مشغلہ اپنا مدینے کا تصور ہے

خیالوں میں وہی یادیں سہانی لیکے آیا ہوں

....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

حیا طاری ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں
نہ آؤں تو دلِ مضطر کو لے کر پھر کدھر جاؤں!

دنیا میں ہائے میں نے

دُنیا میں ہائے میں نے شرمندگی اُٹھائی
عمرِ عزیز کیسی بے فائدہ گنوائی

اب خوفِ عاقبت ہے، ہونٹوں پہ جان آئی
دیتا نہیں کوئی اب تیرے سوا دکھائی

پیری نے منہ دکھایا اور ہوا شباب راہی
اور فکر عاقبت کی اک روز بھی نہ چاہی

شامت سے میری مجھ پہ آئی ہے یہ تباہی
سب زندگی گزاری کر کر کے فعل واہی

صحبت میں دلبروں کی برباد کی جوانی
دھولے سفید آگئے اب موت کی نشانی

جرم و گناہ میں میرا کوئی نہیں ہے ثانی
اس پر بھی گر تو بخشے ہے تیری مہربانی

لکھ پڑھ کے ہائے ہائے میں نے تیرا کہا نہ مانا

سب جانتا ہوا بھی میں بن گیا دیوانہ

دُنیا میں ہے نہ دیں میں میرا کہیں ٹھکانا

تیرے الم کا یارب مجھ کو نہ کر نشانہ

کس منہ سے تیرے آگے توبہ کو ہاتھ اُٹھاؤں

کس طرح شکل تجھ کو مولا میرے دکھاؤں

بنتی نہیں ہے کیونکر بگڑی ہوئی بناؤں

گر تجھ سے منہ چھپاؤں تو کس کے پاس جاؤں

....

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

گرچہ میں بدکار و نالائق

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں
پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

کش مکش سے نا اُمیدی کی ہوا ہوں میں تباہ
دیکھ مت میرے عمل ، کر لطف پر اپنے نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

رخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحر الم
چار سو ہے فوج غم ، کر جلد اب بہر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے
اور تکیہ زُہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب
نے عبادت نے ورع نے خواہش علم و ادب
درد دل ، پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دُنیا بے شمار
کی عطا تو نے مجھے ، پر اب تو اے پروردگار
بخش ، وہ نعمت جو کام آئے سدا کے واسطے

حد سے ابتر ہوگیا ہے حال مجھ ناشاد کا
کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

گو میں ہوں اک بندۂ عاصی غلام پُر قصور
جرم میرا حوصلہ ہے نام ہے تیرا غفور
تیرا کہلاتا ہوں میں جیسا ہوں اے رب شکور

اَنْتَ شَافٍ اَنْتَ کَافٍ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرِ
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

اے ذوالجلال دیدے

ولی اللہ ولی

یارب تو میرے دل میں اپنا خیال دیدے
کچھ معرفت بھی اپنی اے ذوالجلال دیدے

فکر و نظر کو میری پاکیزگی عطا کر
میری زباں کو مولا، صدقِ مقال دیدے

نورِ یقیں سے مجھ کو ہو شرحِ صدر حاصل
علم و عمل میں مجھ کو اوجِ کمال دیدے

زہد و تقیٰ عطا کر، صدق و صفا عطا کر
اپنے کرم سے ایسے عمدہ خصال دیدے

جن سے ہو میری آنکھیں دونوں جہاں میں ٹھنڈی
ایسے سعید و صالح اہل و عیال دیدے

جو میرے کام آئے دُنیا و آخرت میں
اس طرح کے مبارک مال و منال دیدے

میں ہوں ترا سوالی، جھولی ہے میری خالی
اپنے کرم سے آقا مجھ کو نوال دیدے

توبہ شکن ہوں لیکن لاتقنطوا سُنا ہے
اپنے گنہ پہ سچا حزن و ملال دیدے

تیری رضا ہو حاصل ہے التجا ولی کی
بندے کو اپنے مولا حُسنِ مآل دیدے

سزا وارِ حمد و ثنا

محمد شمس الہدیٰ قیس الفاروقی

سزا وارِ حمد و ثنا ہے خدا
عبادت کے لائق نہیں دوسرا

جہانوں میں تیری خدائی بھی ہے
تیرے ہاتھ حاجت روائی بھی ہے

تیرے ہاتھ میں ہے سفید و سیاہ
میں اک بندۂ عاصی و روسیاہ

مرا فہم و ادراک محدود ہے
معاصی سے سب راہ مسدود ہے
بجز تیرے کوئی سہارا نہیں
زباں کو طلب کا بھی یارا نہیں
ہوئے اس قدر زندگی میں قصور
نہیں مانگنے کا بھی باقی شعور
اسی واسطے عرض ہے اے خدا
تیری شانِ رحمت کا ہے واسطہ
دُعا جو کبھی حضرت آدمؑ نے کی
دُعا جو کبھی نوحؑ و مریمؑ نے کی
دُعائیں جو کرتے تھے تیرے خلیلؑ
عطا ہو وہ سب مجھ کو ربِ جلیل
دُعائیں جو کیں تجھ سے یعقوبؑ نے
دُعائیں جو کیں حضرت ایوبؑ نے

میرے شہ وصیؒ نے مناجات میں
دُعائیں جو کیں خاص اوقات میں
دُعا جو کریں شاہِ عبدالحلیمؒ
مجھے بھی وہی بخش دے اے کریم
دُعائیں جو ان کی کیا ہو قبول
ہماں از منِ خستہ جان و ملول
بہن بھائی زوجہ اور اولاد کو
خدا بخش دے میرے اجداد کو
چچی کو چچا کو بھی ماں باپ کو
ہے آساں بہت بخشنا آپ کو
تیری شان امجد کی ہے بخش دے
جو امت محمدؐ کی ہے بخش دے
خدایا اس امت کی اصلاح کر
اس امت پہ کر دے کرم کی نظر

یہ ہیں نام لیوا تیرے آج بھی
یہ رحم و کرم کے ہیں محتاج بھی

محمدؐ پہ یارب صلوۃ دوام
محمدؐ پہ یارب ہوں لاکھوں سلام

میرے قلب کو اے خدا پھیر دے
تیرا ذکر اب زندگی گھیر دے

غنا سے میرا سینہ معمور کر
تو محتاج کی بیکسی دور کر

بچا شرک اور کفر و بدعات سے
کہ ہوں بہرہ ور تیری برکات سے

تو چاہے تو ہو میرا آساں حساب
نہ لکھا ہو قسمت میں میری عذاب

عمل میں میرے ہمراہ کوئی نہیں
کہ مجھ سا بھی گمراہ کوئی نہیں

معاصی سے بھرپور ہے زندگی
اسی کی ہے اب تجھ سے شرمندگی

خدایا یہ سر لے کے جاؤں کہاں
گناہوں کی گٹھری چھپاؤں کہاں

الٰہی یہ سر دوش پر بار ہے
گناہوں کا سر پر اک انبار ہے

عمل کی حیات اپنی معدوم ہے
خدا جانے کیا میرا مقسوم ہے

کرم کر کہ قعرِ مذلت میں ہوں
خدایا محمدؐ کی امت میں ہوں

محمدؐ کہ ساقیٔ کوثر بھی ہیں
وہی شافعِ روزِ محشر بھی ہیں

وہ شمس الضحیٰ اور بدرالدجیٰ
وہ خیرالوریٰ اور علم الہدیٰ

وہ عِزّ العرب اور عین النعیم
عَفُوٌّ عَفِیٌّ رَءُوُف رَحِیمُ

انہیں جب شفاعت کا پایہ ملے
مجھے ان کے دامن کا سایہ ملے

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں، گل میں ہے خار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا

مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہ گار تیرا

کہو کیسے چھوٹے گرفتار تیرا

نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا

تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری

کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا

نگاہِ کرم تک بھی کافی ہے تیری

اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا

مرض لادوا کی دوا کس سے چاہوں

تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب

تو مولا ہے میں عبد بیکار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور اس کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا ہوں
نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا

چلا نفس وشیطاں کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

بُرے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہودیں آسان اک دم
جو ہووے کرم مجھ پہ اک بار تیرا

خبر لی جو میری اس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا بازار تیرا

ہوں ظلماتِ عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب
مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا

تیرا نام شیریں حلاوت ہے دل کی
ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا
نبی کریم آل اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا

مرے پیر استاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

......

میں نور کے تڑکے میں

صوفی عبدالرب صاحبؒ

میں نور کے تڑکے میں جس وقت اُٹھا سوکر
اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے
آتی تھی ندا پیہم جو مانگنے والا ہو
ہاتھ اپنے عقیدت سے آگے مرے پھیلائے

جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تمنا ہو
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے
وہ مائل توبہ ہو ، میں مائل بخشش ہوں
میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پچھتائے

جو رزق کا طالب ہو میں رزق اسے دوں گا
جو طالب جنت ہو جنت کی طلب لائے

وہ کشتِ طلب بوئے میں بارشِ رحمت ہوں
میں دیکھ نہیں سکتا کھیتی کوئی مرجھائے

یہ سن کے ہوئے جاری آنکھوں سے مری آنسو
قسمت ہے محبت میں رونا جسے آجائے

وہ کافرِ نعمت ہے جو نیند میں غافل ہو
جب نور کے تڑکے میں اللہ یہ فرمائے

یہ نور کا عالم ہے در کھول دے رحمت کے
جھونکا جو ادھر آئے جنت کی ہوا لائے

اک غنچۂ لب بستہ کھل جائے مرے دل کا
پھوٹے وہ مہک اس سے جو روح کو مہکائے

بھر دے جو رگ و پے میں سرمستی و ہشیاری
ہو کام وہی مجھ سے جو تجھ کو پسند آئے

پرنور مجھے کردے اس نور کے ساغر سے
پیمانۂ ہستی بھی اس نور سے بھر جائے

راتوں کو تیری یاد میں روتی ہیں جو آنکھیں
یارب میں وہی دیدۂ نم مانگ رہا ہوں

ہر اہلِ خرد روشنی مانگے ہے خدایا
میں سایۂ دیوارِ حرم مانگ رہا ہوں

ناقابلِ بخشش ہوں یہ احساس ہے پھر بھی
اک پیکرِ رحمت سے کرم مانگ رہا ہوں

جو یاد میں تیری مجھے دیوانہ بنا دیں
تجھ سے میں وہی رنج و الم مانگ رہا ہوں

عاصم کو پہنچا دے مدینہ کی زمیں تک
داتا میں وہی نقشِ قدم مانگ رہا ہوں

......

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

صدق احساس کی دولت

علامہ سید سلیمان ندویؒ

صدق واحساس کی دولت مرے مولا دے دے
غم امروز بھلا دے غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی
دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

اپنے میخانے سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لئے علم حقیقت کے در
دل دانا، دل بینا، دل شنوا دے دے

قول میں رنگ عمل بھر کے بنا دے رنگین
لب خاموش بنا کر دل گویا دے دے

دل بے تاب ملے دیدۂ پرآب ملے
تپ آتش مجھے دے دے نم دریا دے دے

درد دل سینہ میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدا یا دے دے

یارب دلِ مسلم کو

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کی خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محمل خالی کو پھر شاہد لیلا دے

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

رفعت میں مقاصد کو ہمدوش ثریا کر
خودداریٔ ساحل دے آزادیٔ دریا دے

بے لوث محبت ہو، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر، دل صورت مینا دے

احساس عنایت کر آثار مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

میں بلبل نالاں ہوں ایک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

آہ جاتی ہے فلک پر

آغا حشر کاشمیری

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے دعا ! ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا ! اب پھیر دے رُخ گردشِ ایام کے
صلح تھی کل جن سے اب وہ برسر پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں در پئے آزار ہیں
ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کے لئے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لئے
رحم کر ، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خلق کے راندے ہوئے، دنیا کے ٹھکرائے ہوئے

آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں

کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں

طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

یار رہے یارب تو میرا، اور میں تیرا یار رہوں

مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت، غیر سے میں بیزار رہوں

ہر دم ذکر و فکر میں تیرے، مست رہوں سرشار رہوں

ہوش رہے نہ مجھ کو کسی کا، تیرا اگر ہوشیار رہوں

اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے اللہ

لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے ، کوئی نہیں
تیرے سوا مقصودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا موجودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے اللہ
لَآ اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰهُ

دونوں جہاں میں جو کچھ بھی ہے سب ہے، تیرے زیرِ نگیں
جن و انس و حور و ملائک عرش و کرسی چرخ و زمیں
کون و مکاں میں لائق سجدہ تیرے سوا اے نور مبیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے، کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے اللہ
لَآ اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰـــــهَ اِلَّا اللّٰهُ

سب بندے ہیں کوئی نبی ہو یا ہو ولی یا شہنشاہ
باغِ دو عالم بھی ہے تری قدرت کے حضور اک برگ گاہ
کیوں نہ میں قائل ہوں کہ ہزاروں تیری خدائی کے ہیں گواہ
خار و گل و افلاک و کواکب کوہ و دریا مہر و ماہ
اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ
لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

تیرا گدا بن کر میں کسی کا، دستِ نگر اے شاہ نہ ہوں
بندۂ مال و زر نہ بنوں میں، طالب عزّو جاہ نہ ہوں
راہ پہ تیری پڑ کے قیامت تک میں کبھی بے راہ نہ ہوں
چین نہ لوں میں جب تک راز وحدت سے آگاہ نہ ہوں
اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ
لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

یاد تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے

تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے

سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دلشاد رہے

سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ

لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

سب سے میں ہو جاؤں مستغنی فضل ہو پیش نظر تیرا

اب تو رہوں میں اے میرے داتا بس اک دست نگر تیرا

توڑ کے پاؤں پڑ جاؤں چھوڑوں نہ کبھی اب در تیرا

عشق سما جائے رگ رگ میں دل میں میرے گھر تیرا

اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ

لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

نفس و شیطان دونوں نے مل کر ہائے کیا ہے مجھ کو تباہ

اے میرے مولا میری مدد کر چاہتا ہوں میں تیری پناہ

مجھ سا خلق میں کوئی نہیں گو بد کردار و نامہ سیاہ

تو بھی مگر غفار ہے یارب بخش دے میرے سارے گناہ

اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ

لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا

نکلے میرے ہر بن مو سے، ذکر ترا اے میرے خدا

اب تو کبھی چھوڑے بھی نہ چھوٹے، ذکر ترا اے میرے خدا

حلق سے نکلے سانس کے بدلے، ذکر ترا اے میرے خدا

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ

ذکر ترا کر کر کے الٰہی دور کروں میں دل کی سیاہی
چھوڑ کے حُبّ مالی و جاہی اب تو کروں بس فقر میں شاہی
شام و سحر ہے شغل مناہی میرے گنہ ہیں لامتناہی
کس سے کہوں میں اپنی تباہی تو ہی مری کر پشت پناہی

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ
لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

نفس کے شر سے مجھ کو بچالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ
پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ
سُن مرے نالے سن مرے نالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ
اپنا بنالے اپنا بنالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ
لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

اپنی رضا میں مجھ کو مٹا دے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

کر دے فنا سب میرے ارادے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

جامِ محبت اپنا پلا دے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

دل میں مرے یاد اپنی رچا دے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام وسحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

لیٹے ، بیٹھے ، چلتے ، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

دیدۂ دل میں تجھ کو بسا لوں سب سے ہٹا لوں اپنی نظر میں

تیرا ہی جلوہ پیشِ نظر ہو، جاؤں کہیں میں دیکھوں جدھر میں

تیرا تصور ایسا جما لوں قلب میں مثل نقشِ حجر میں

بھول سکوں تا عمر نہ تجھ کو چاہوں بھلانا خود بھی اگر میں

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام وسحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

لیٹے ، بیٹھے ، چلتے ، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

ذات ہے تیری سب سے نرالی شان ہے تیری فہم سے عالی
اس کو تری وحدت ہے مشاہد جس کا ہے دل اغیار سے خالی
تیرے شواہد بحر و بر، گردون و زمین، ایام ولیالی
ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ پتہ پتہ ڈالی ڈالی

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ
لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

کُنہ تری ہے فہم سے عالی وصف ہے تیرا عقل سے بالا
تیرے ہیں لاکھوں ماننے والے، کوئی نہیں ہے جاننے والا
تیری محبت روح کی لذت تیرا تصور دل کا اجالا
نطق نے میرے چوم لئے لب، نام تیرا جب منہ سے نکالا

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ
لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

اپنا مجھے مجذوب بنالے تیرا ہی سودا ہو میرے سر میں
تیری محبت ہو رگ و پے میں جان میں تن میں دل میں جگر میں
شاد رہوں میں رنج و خوشی میں سود و زیاں میں نفع و ضرر میں
فرق نہ دیکھوں شاہ و گدا میں در و صدف میں لعل و گہر میں

شغل مرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ
لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے آٹھ پہر ہو اَللّٰہُ اَللّٰہ

اے خدا اے میرے ستارالعیوب

خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ

اے خدا اے میرے ستّارالعیوب
میرے مولا میرے غفّارالذُّنُوب

تجھ پہ روشن ہے مرا حال زبوں
پارسا میں لاکھ ظاہر میں بنوں

سچ ہے، مجھ سا کوئی ناکارہ نہیں
جزبۂ اقرارِ خطا، چارہ نہیں

سخت بدکردار و بد اطوار ہوں
سخت نالائق ہوں ناہنجار ہوں

سربسر عصیاں سراپا عیب ہوں
بدترین خلق میں لاریب ہوں

مجھ سا کوئی نفس کا بندہ نہیں
مجھ سا کوئی قلب کا گندہ نہیں

میں بدی میں آپ ہوں اپنی مثال
بدعمل، بدنفس، بدخو، بدخصال

رات دن ہوں نقشۂ غفلت میں چور
شغل ہے لہو ولعب، فسق و فجور

ہوں ترا بندہ مگر بس نام کا
بندہ ہوں میں نفسِ نافرجام کا

زیر ہوتا ہی نہیں نفسِ شریر
دست گیری کر مری اے دست گیر

تھک چکا اصلاح سے میں ناتواں
کاہ سے کیا ہٹ سکے کوہِ گراں

میری ہر کوشش ہوئی ناکامیاب
دے چکی ہے اب مری ہمت جواب

حال ابتر ہے دلِ برباد کا
ہاں مدد کر وقت ہے امداد کا

غلبہ دیدے نفس اور شیطان پر
آبنی ہے اب تو بس ایمان پر

سن مرے مولا میری فریاد کو
آمرے مالک میری امداد کو

اب تو ہوجائے کرم مجھ پر شتاب
اس سے بھی اب حال کیا ہوگا خراب

سخت طغیانی پہ ہے بحرِ ذنوب
لے خبر، کشتی مری جائے نہ ڈوب

بے ترے دل کیا ہے بس اب خول ہے
جلد آ، یہ ناؤ ڈانوا ڈول ہے

یاس نے بس اب تو ہمت توڑ دی
اب تو یہ کشتی تجھی پہ چھوڑ دی

لاکھ ٹوٹی ناؤ ہے منجدھار ہے
ناخدا تو ہے تو بیڑا پار ہے

غرقِ بحرِ معصیت ہوں سر بسر
رحم کر مجھ پر الٰہی رحم کر

تا بہ کے بھٹکا پھروں میں اے خدا
اب تو دکھلا دے مجھے راہ ہدیٰ

تو جو چاہے پاک ہو مجھ سا پلید
فضل سے تیرے نہیں کچھ بھی بعید

قلب سے دھو دے مرے ہر گندگی
ہو عطا پاکیزہ اب تو زندگی

روک لایعنی سے اب میری زباں
ذکر میں تیرے رہوں رطب اللساں

چھوڑ دوں میں اب سخن آرائیاں
اب کروں دل کی چمن آرائیاں

اب نہ ناجنسوں سے میں یاری کروں
تیرے پاس آنے کی تیاری کروں

دل میں تیری یاد، لب پہ نام ہو
عمر بھر اب تو یہی بس کام ہو

مجھ گدا کو بھی بحقِ شاہِ دیں
بخش یارب دولتِ صدق و یقیں

بہرِ فیضِ شیرِ مردِ تھانویؒ
کر مرے ایمان کو یارب قوی

تجھ پہ روشن ہیں مرے سارے عیوب
جانتا ہے تو مری حالت کو خوب
گو ترے آگے ذلیل و خوار ہوں
حشر میں رسوا نہ اے ستار ہوں
عبد ہوں میں بخش عبدیت مجھے
وجہِ صد عزت ہے یہ ذلت مجھے

.....

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

الٰہی تیری چوکھٹ پر

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں
بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے
متاعِ دین و دانش، نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر
گنوا کر عمر ساری، غفلت و عصیاں کے دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں تیرے کعبے کے آنچل میں
گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلے مُردہ

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ اس جنجال میں گذری ہیں گھڑیاں زندگانی کی

خلاصہ یہ کہ جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا عجز بن کر اپنی حالت کی تباہی سے

ترے دربار میں لایا ہوں میں اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہے خالی

تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں ان سے عاری ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا وہ بھکاری ہوں

یہ آنکھیں خشک ہیں یارب انھیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں جنھیں دھونا نہیں آتا

یہ تیرا گھر ہے، تیرے مہر کا دربار ہے مولیٰ
سراپا قدس ہے اک مہبطِ انوار ہے مولیٰ

زباں غرقِ ندامت، دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم میری اس زبانِ بے زبانی پر

Plot No. 18, Shop No. 1&2, Bushra Park,
Panvel. 410206. Ph. +91-9004669180
e-mail: hirapublication@gmail.com
website: www.shariat.info